﴿وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ اُولٰۤـئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝﴾ [النساء ۱۸] "اوران لوگوں کی توبہ نہیں ہوتی جو برائیاں کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے، تو کہتا ہے: بیشک میں نے اب توبہ کیا۔ اور نہ ان لوگوں کی (توبہ ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے۔" اوراللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "إنّ اللّٰہَ یقبلُ توبةَ العبدِ ما لَمْ یُغرْغِرْ" [الترمذي ، أحمد وصححه النوويّ] "بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں جب کہ اس کی جان حلق تک نہ پہنچے۔" میرے پیارے بھائی!

خُذ مِن شَبابِکَ قبلَ الموتِ والهَرَمِ	موت اور بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی سے فائدہ اٹھا
وَبادِرُ التَّوبَ قبلَ الفوتِ والنَّدَمِ	اور موقع چھوٹنے اور پشیمانی ہونے سے پہلے توبہ کر
واعلَمْ بأنّکَ مُجزَی و مُرتَهَنٌ	اور جان لو کہ یقیناً تجھے بدلہ ملے گا اور تو گروی ہو جائے گا
ورَاقِبِ اللّٰہَ واحذَرْ زَلَّةَ القَدَمِ	اور اللہ کی نگرانی کا خیال رکھو اور قدم کے پھسلنے سے بچو

آٹھویں شرط توبہ مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے کرنا:

کیونکہ جس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو تمام لوگ ایمان لائیں گے اور انہیں قیامت کے قریب ہونے کا پکا یقین ہوجائے گا۔ لیکن اس وقت توبہ اور ایمان فائدہ نہیں دیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: "بیشک اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے مغرب کی جانب ایک دروازہ مقرر فرمایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت ہے، وہ دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک سورج اسی طرف سے طلوع نہ ہو جائے۔ اور یہ اللہ عزوجل کے اس فرمان کے مصداق ہے: ﴿يَوۡمَ يَاۡتِىۡ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنۡفَعُ نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا لَمۡ تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ كَسَبَتۡ فِىۡۤ اِيۡمَانِهَا خَيۡرًا﴾ [الأنعام ۱۵۸، أحمد، الترمذي، ابن ماجه] "جس دن آپ کے رب کی (قربِ قیامت کی) ایک نشانی آئے گی تو کسی بھی فرد کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جس نے اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو، یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔" اور فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ اپنا مبارک ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کو برائی کرنے والا توبہ کرے، اور اپنا مبارک ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرے۔" [صحیح مسلم]

بحالیٔ عظمتِ رفتہ (قسط: 2)

جهاد في سبيل الله

تصنیف: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
تلخیص: ابو محمد

جہاد فی سبیل اللہ کی منازل

اس کی تین منزلیں ہیں:

{1}: پہلی منزل کے تین جہاد:

(۱): جہاد مع النفس: جب مؤمن بندہ اسباب حیات کی تلاش میں جد و جہد کرے، تو یہ اس کا جہاد فی سبیل الحیاۃ ہے۔ جب وہ اس کام میں شرعی حدود کی پاسداری کرتا ہے، تو یہ اس کے لیے عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

اپنے آپ کو احکام شریعت کا پابند بنانے کے لیے بھی جہاد کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ جہاد فی سبیل اللہ کی اولین اور اہم ترین منزل ہے۔ جس سے قلب مؤمن میں نور ایمانی پیدا ہوتا ہے۔ ﴿مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ [النور ۳۵] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہاں (في قلبِ المؤمنِ) محذوف ہے۔ اب انسان میں حیوانی خواہشات بھی موجود ہیں اور بہت زور دار ہیں۔ زندہ رہنے کا تقاضا بہت شدید ہے، اسے رزق اور تسکین چاہیے۔ ضروریات، سہولیات، لذات اور تعیش چاہئیں۔ یہ چیزیں حلال ذرائع سے نہیں ملتیں تو: ﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ﴾ [یوسف ۵۳] چنانچہ ہمارے اندرونی میدانِ جنگ میں کشاکش خیر و شر برپا ہے۔ ''أفضلُ الجهادِ أن تجاهدَ نفسكَ وهواكَ في ذاتِ الله تعالى'' [كنز العمال ح: ۱۱۲٦٥ بحواله: الديلمي عن أبي ذر رضی اللہ عنہ]

حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''الْمُؤْمِنُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ'' [الترمذي فضائل الجهاد باب ۲ فضل من مات مرابطا ح: ۱٦۲۱ قال: حسن صحيح و صححه الألباني]

''اصل مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے مقابلہ کرتا ہے۔'' یہی جہاد کی بنیاد ہے جس پر دوسری منزلیں قائم ہوتی ہیں۔

(۲): شیطان اور اس کے غیر مرئی لشکروں کے خلاف جہاد:

شیطان ہمارے نفسانی تقاضوں کو بڑھکاتا اور مشتعل کرتا ہے۔ ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ

عَدُوًّا﴾ [فاطر ٦] ''بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے، پس تم اسے دشمن ہی سمجھو۔'' ﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الأعراف ٢٧] ''بیشک وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے تاکتے ہیں، جہاں سے تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔'' ایک غیر مرئی شیطان (جن) تو ہر انسان کے ساتھ لگا دیا گیا ہے، جو اسے برائی پر اکساتا رہتا ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ما منکم من أحد إلا وُكِّلَ به قرينُهُ من الجنّ'' قالوا: وإياكَ يا رسولَ اللهِ؟ قال: ''وإيايَ، ولكنَّ اللهَ أعانَنِي عليهِ فأسلمُ فلا يأمرُني إلا بخيرٍ'' [صحیح مسلم ٦٩ (٢٨١٤)] ''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک جن مقرر ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: آپ کے ساتھ؟ فرمایا: ''ہاں میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی ہے؛ پس وہ مجھے بھلائی کے سوا کوئی حکم دے نہیں سکتا۔'' اور دوسری روایت میں ہے: ''قرينُهُ من الجنِ وقرينُهُ مِن الملائكةِ'' [مسلم ح: ٦٩ (٢٨١٤)] ''ایک جن ساتھ ہے اور ایک فرشتہ بھی مقرر ہے۔''

(٣): بگڑے ہوئے معاشرے کے خلاف جہاد

خراب معاشرے کے رجحانات الٹے ہوتے ہیں اور اس کا دباؤ انسان کو غلط رخ پر لے جانا چاہتا ہے۔ اس کے خلاف چلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ اسے اپنے گھر سے ہی یہ جہاد شروع کرنا پڑے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ [التغابن] ''ایمان والو! یقیناً تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بھی کچھ تمہارے دشمن ہیں، ان سے بچتے رہو۔''

{2}: باطل عقائد ونظریات کے خلاف جہاد

یہ ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی دوسری منزل ہے۔ اگر انسان پابند شریعت ہے تو ضرور اس کی بات باہر نکل پڑے گی۔ اگر آپ نے اندرونی جہاد کا مرحلہ طے کر لیا ہے، تو لازماً آپ سے یہ جہاد ظاہر ہوگا۔ اگر کچھ بھی باہر نہیں نکل رہا ہے تو اندر کہیں فساد ہے۔ جیسے (١) آگ کی بھٹی سے حرارت کا برآمد ہونا طبعی ہے، اگر آپ کے اندر ایمان کی حرارت ہے تو اس کے اثرات آپ کے کردار وگفتار سے نمایاں ہوں گے۔ (٢) انسانی مروت وشرافت کا تقاضا ہے: ''لا يؤمنُ أحدُكُم حتّٰى يحبَّ لأخيهِ ما يحبُّ لنفسه'' [البخاري الإيمان باب علامة الإيمان، مسلم الإيمان] ''تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

(٣) یہ غیرت کا تقاضا ہے کہ باطل کے غلبے کو دبانے کے لیے حق کا پرچار کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پاک نے جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ فلان شہر کو باشندوں سمیت الٹا دو۔ اس نے عرض کیا: اے میرے رب! اس میں تیرا فلان بندہ بھی ہے، جس نے پلک جھپکنے تک بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی ہے۔ فرمایا: ''اس کو بھی شامل کر کے بستی کو الٹا کر رکھ دو، بیشک اس نے میری خاطر کبھی اپنا منہ نہیں بسورا ہے۔'' [البيهقي]

ابلیس لعین یہی چاہتا ہے کہ معاشرے میں باطل کا ڈنکا بجتا رہے، اور اس کے قابو سے باہر والے عبادت گزار بے حسی اور بے غیرتی کے ساتھ اپنی عبادات اور خرافات میں مگن رہیں۔

مست رکھو ذکر وفکر صبح گاہی میں اسے   پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

دعوت وتبلیغ:

ابطالِ باطل اور احقاقِ حق کی جدوجہد کے لیے کئی اصطلاحات ہیں: دعوت وتبلیغ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، وعظ ونصیحت وغیرہ ان میں سے جامع ترین لفظ ہے: ''شہادت علی الناس'' یعنی دعوت کا حق اس طرح ادا کرنا کہ روزِ قیامت سرعام گواہی دے سکے کہ ''اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔'' ختم نبوت کے نتیجے میں یہ نبوی فریضہ امت کے سپرد ہے۔ ﴿اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ﴾ [الحج ۷۵]
''اللہ فرشتوں میں سے پیغام رساں چن لیتا ہے اور لوگوں میں سے بھی۔''

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایک لاکھ سے زائد مجمع سے گواہی لی: ''ألا هل بلّغتُ؟'' پھر لوگوں سے اقرار لینے کے بعد اللہ کو گواہ رکھ کر فرمایا: ''فليُبلّغِ الشاهدُ الغائبَ'' اب یہ ذمہ داری امت کو منتقل ہوگئی۔ سورۃ الحج میں ﴿اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ﴾ بیان کرنے کے بعد آخری آیت میں فرمایا: ﴿وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ [الحج ۷۸] ''اور اللہ کی خاطر جہاد کا حق ادا کرو۔''

پہلے رسالت کی دو کڑیاں تھیں: رسول ملک اور رسول بشر۔ اب رسالت کی تیسری کڑی یہ امت ہے، جس کے ذمے پوری امت تک ''شہادت علی الناس'' کا فریضہ ادا کرنا ہے۔ فرمایا: ﴿لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ [الحج ۷۸] ''تاکہ رسول تم پر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بن جائیں۔''
﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ [البقرة ۱۴۳] ''اسی طرح ہم نے تمہیں امتِ وسط بنایا ہے، تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول ﷺ تم پر گواہ بن جائے۔'' ظاہر ہے کہ یہ کام جان، مال اور وقت صرف کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔